مروجہ نظام زمینداری اور اسلام (۵)

مزارعت اور مرفوع احادیث

از قلم: مولانا محمد طاسین

مزارعت، مخابرت، محاقلت اور کراء الارض سے متعلق مختلف صحابۂ کرامؓ سے جو مرفوع احادیث مروی ہیں ذیل میں ہر صحابیؓ کی احادیث الگ الگ نقل کی جاتی ہیں۔ سب سے پہلے جابرؓ بن عبداللہ سے مروی احادیث ملاحظہ فرمائیے!

(۱) عن عطاءؒ عن جابرؓ قال كانوا يزرعونها بالثلث والربع والنصف فقال النبي صلى الله عليه وسلم من كانت له ارض فليزرعها اوليمنحها فان لم يفعل فليمسك ارضه
(ص ۲۱۵۔ج ۱۔صحیح البخاری)

حضرت عطاء سے روایت ہے کہ حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ لوگ تہائی، چوتھائی اور نصف پیداوار پر زمین کاشت کرتے کراتے تھے۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی زمین ہو وہ اسے خود کاشت کرے یا پھر دوسرے کو کاشت کے لئے مفت بلا معاوضہ دے دے اور اگر نہیں کرتا تو اپنی زمین کو یونہی اپنے پاس روک رکھے۔

عن عطاءؒ عن جابرؓ قال كانت لرجال منا فضول ارضين فقالوا نؤاجرها بالثلث والربع والنصف فقال النبي صلى الله عليه وسلم من كانت له ارض فليزرعها

حضرت عطاءؒ سے مروی ہے کہ حضرت جابرؓ نے فرمایا ہم میں سے کچھ اشخاص کے پاس فاضل زمینیں تھیں، انھوں نے پوچھا کہ کیا ہم ان کو تہائی، چوتھائی اور نصف پیداوار پر کاشت کیلئے

او ليمنحها اخاه، فان ابى فليمسك ارضه
(ص ٣٥٥ ـ ج ١ ـ صحيح البخاری)
(ص ١١ ـ ج ٢ ـ صحیح المسلم)

دے سکتے ہیں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یاد رکھو جس کی زمین ہو وہ اسے خود کاشت کرے یا پھر اپنے بھائی کو بلا معاوضہ کاشت کے لئے دے دے اور اگر ایسا نہیں کرتا تو اپنی زمین کو بلا کاشت روک رکھے۔

(٣) عن عطاءؒ عن جابرؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كانت له ارض فليزرعها، فان لم يستطع ان يزرعها و عجز عنها فليمنحها اخاه المسلم ولا يؤاجرها اياه
(ص ١١ ـ ج ٢ ـ صحیح المسلم)

حضرت عطاءؒ نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس زمین ہو وہ اسے خود کاشت کرے، پس اگر وہ خود کاشت کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو اور اس سے عاجز ہو تو اپنے مسلمان بھائی کو مفت کاشت کے لئے دیدے اور اسے اجارے پہ نہ دے۔

(٤) عن سعيد بن ميناء قال سمعت جابر بن عبد الله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من كان له فضل ارض فليزرعها او ليزرعها اخاه، ولا تبيعوها نقلت لسعيد ما قوله لا تبيعوها يعنى الكراء قال نعم
(ص ١١ ج ٢ صحيح المسلم)

حضرت سعید بن میناء نے روایت کرتے ہوئے کہا: میں نے حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس فاضل زمین ہو وہ اسے خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو کاشت کے لئے دیدے، اور اسے بیچو نہیں۔ میں نے حضرت سعید سے پوچھا کہ لا تبیعوھا سے مراد کرائے پر دینا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ "ہاں"

٥ عن ابي الزبير عن جابرؓ قال لما نزلت اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ

حضرت ابوالزبیرؒ نے روایت کیا کہ حضرت جابرؓ نے کہا کہ جب تحریم ربٰو سے متعلق سورہ بقرہ کی یہ آیات نازل

يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ الآية
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:
مَن لم يذر المخابرة فليؤذن
بحرب من الله ورسوله
(ص ۲۸۶ ج ۲ ۔ المستدرک للحاکم)

ہوئیں جو اَلَّذِیْنَ یَأْکُلُوْنَ الرِّبٰو سے
شروع ہوتی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: جو شخص مخابرہ و مزارعت کو نہ
چھوڑے اسے آگاہ ہونا چاہیئے کہ وہ اللہ
اور اس کے رسول سے جنگ میں مصروف ہے

(۶) عن ابی الزبیر عن جابر قال کنا نخابر علی
عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فنصیب من القصری ومن کذا و
من کذا فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من کانت لہ ارض فلیزرعہا
اولیحرثہا اخاہ والا فلیدعہا۔
(ص ۱۱ ج ۲ ۔ صحیح المسلم)

حضرت ابو الزبیر سے مروی ہے کہ حضرت
جابرؓ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے زمانے میں مخابرے پر زمین لیا
دیا کرتے تھے اور کچھ گھنڈیوں میں سے
اور کچھ اس سے اور کچھ اس سے بھی پاتے
تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جس کے پاس زمین ہو وہ خود کاشت کرے
یا اپنے بھائی کو یونہی کاشت کے لئے دے دے ورنہ چھوڑ دے

(۷) عن ابی الزبیر عن جابرؓ بن عبد اللہ
یقول کنا فی زمان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نأخذ الارض
بالثلث او الربع بالماذیانات فقام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
ذلك فقال من کانت لہ ارض فلیزرعہا
فان لم یزرعہا فلیمنحہا اخاہ فان لم
یمنحہا اخاہ فلیمسکہا۔
(ص ۱۱ ج ۲ ۔ صحیح المسلم)

حضرت جابرؓ بن عبد اللہ سے حضرت ابو الزبیر
کی روایت ہے کہ ہم زمانہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم میں زمین لیتے دیتے تھے تہائی یا
چوتھائی پیداوار کے عوض پانی کی نالیوں
کے کنارے کی پیداوار کے ساتھ ۔ پس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لئے
کھڑے ہوئے اور اس بارے میں فرمایا:
جس کے پاس زمین ہو وہ اسے خود کاشت
کرے، اگر خود کاشت نہیں کرسکتا تو پھر
اپنے بھائی کو یونہی مفت کاشت کے لئے دے دے اور اگر اپنے بھائی کو اس طرح
نہیں دیتا تو اسے روک رکھے۔

(۸) عن نعمان بن عیاش عن جابرؓ بن عبد اللہ

حضرت نعمان بن عیاش نے حضرت جابرؓ

ان رسول الله صلّی الله علیه وسلّم نهی عن کراء الارض
(ص ١٢ - ج ٢ - صحیح المسلم)

بن عبداللہ سے روایت کیا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کراء الارض سے منع فرمایا۔

(٩) عن عمرو بن دینار عن جابرؓ بن عبد الله ان النبی صلّی الله علیه وسلّم نهی عن المخابرة
(ص ١١ - ج ٢ - صحیح المسلم)

حضرت عمرو بن دینار نے حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ (مزارعہ) سے روکا اور منع فرمایا۔

(١٠) عن یزید بن نعیم ان جابرؓ بن عبد الله اخبره انه سمع رسول الله صلّی الله علیه وسلّم ینهی عن المزابنة والحقول فقال جابرؓ المزابنة الثمر بالتمر والحقول کراء الارض
(ص ١٢ - ج ٢ - صحیح المسلم)

حضرت یزید بن نعیم سے مروی ہے کہ حضرت جابرؓ بن عبداللہ نے اسے بتلایا کہ انہوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ نے مزابنہ اور حقول سے منع فرمایا، پھر حضرت جابرؓ نے وضاحت فرمائی کہ مزابنہ کا مطلب ہے درخت پر لگی کھجوروں کو چھوہاروں کے عوض بیچنا اور حقول کا مطلب ہے کراء الارض۔

(١١) عن ابی الزبیر انه سمع جابرا یقول کنا نخابر قبل ان ینهانا رسول الله صلّی الله علیه وسلّم عن الخبر لسنتین او ثلث علی الثلث و الشطر وشیئ من التبن، فقال لنا رسول الله صلّی الله علیه وسلّم من کانت له ارض فلیحرثها فان کره ان یحرثها فلیمنحها اخاه فان کره ان یمنحها اخاه فلیدعها
(ص ٣٤٩ - سنن دارمی)

حضرت ابوالزبیر سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جابرؓ سے یہ کہتے سنا کہ ہم مخابرہ کرتے تھے قبل اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا مخابرے سے جو دو سال یا تین سال کا ہوتا تھا تہائی اور نصف پیداوار اور کچھ بھوسے پر، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس زمین ہو چاہیئے کہ وہ خود کاشت کرے، اگر اسے خود کاشت کرنا گوارا نہ ہو تو پھر اپنے بھائی

کو مفت کاشت کے لئے دیدے اور اگر اسے اپنے بھائی کو مفت دینا گوارا نہ ہو تو پھر اس زمین کو یونہی چھوڑ دے۔

حضرت جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ جو گیارہ احادیث نقل کی گئی ہیں یہ ان کے چھ شاگردوں نے ان سے روائت کی ہیں جن کے اسمار گرامی یہ ہیں: حضرت عطاء بن ابی رباح، حضرت ابوالزبیر المکی، حضرت عمرو بن دینار، حضرت سعید بن میناء، حضرت نعمان بن عیاش اور حضرت یزید بن نعیم

مذکورہ احادیث پر تبصرہ

پہلی تین حدیثیں جن کے راوی حضرت عطار ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ کے لحاظ سے جو ان میں بیان ہوئے تقریباً ایک ہیں تینوں کا مطلب یہ ہے کہ جس کی ملکیت میں زمین ہو وہ اسے خود کاشت کرے اگر کسی وجہ سے کاشت نہ کر سکتا ہو تو پھر اپنے کسی مسلمان بھائی کو منحہ کے طور پر مفت کاشت کے لئے دے دے، اور اگر ایسا کرنے کے لئے بھی تیار نہ ہو تو پھر اس زمین کو بلا کاشت اپنے پاس روک رکھے۔ کسی اجرت و معاوضے پر دوسرے کو نہ دے۔ البتہ پہلی حدیث اور دوسری حدیث کے شروع میں حضرت جابرؓ کے جو الفاظ ہیں وہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں، پہلی حدیث میں الفاظ یہ ہیں "کانوا یزرعونہا بالثلث والربع والنصف" (لوگ زمینوں کو کاشت کے لئے دیتے لیتے تھے تہائی، چوتھائی اور نصف پیداوار پر) اور دوسری حدیث میں شروع کے الفاظ ہیں "کانت لرجال منا فضول ارضین فقالوا نؤاجرھا بالثلث و الربع والنصف" (ہم میں سے کچھ لوگوں کے پاس فاضل زمینیں تھیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا ہم ان کو تہائی، چوتھائی اور نصف پیداوار کے عوض اجارے پر دے سکتے ہیں) لہٰذا اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو الفاظ ہیں آپؐ نے دو مرتبہ دو مختلف موقعوں پر ارشاد فرمائے ہوں: ایک عام مروّجہ صورت حال کے پیش نظر اور دوسرے اس وقت جب اس قانونی اعلان سے متاثر ہو کر کچھ لوگوں نے دریافت کیا اور دوسرا مطلب یہ کہ ممکن ہے کہ حضرت جابرؓ کے الفاظ ایک ہی ہوں اور انہوں نے تفصیل کے ساتھ ایک ہی بات فرمائی ہو۔ لیکن نیچے کے راویوں نے اس کا مطلب مختلف

الفاظ سے بیان کر دیا ہو۔ کیونکہ ایسا عام طور پر ہوتا ہے کہ ایک ہی روایت کو متعدد راوی مختلف الفاظ سے بیان کر دیتے ہیں۔ تیسری حدیث کے آخر میں یہ جو الفاظ ہیں کہ لایؤاجرھا ایاہ وہ اس مطلب کی توضیح و تفصیل ہیں جو پہلی دو احادیث کے الفاظ سے مفہوم ہوتا ہے یعنی جب مالک زمین کے لئے حصے کے ساتھ تین باتیں فرما دی گئیں کہ وہ خود کاشت کرے اگر ایسا نہیں کرتا تو دوسرے کو بلا معاوضہ کاشت کے لئے دے دے اور اگر ایسا بھی نہیں کرتا تو بلا کاشت اپنے پاس روک رکھے۔ ظاہر ہے کہ اس سے باقی ہر صورت کی نفی مفہوم ہوتی ہے۔ خصوصاً اجارے پر دینے کی خواہ وہ پیداوار کے ایک حصے کے عوض میں ہو یا کسی دوسری چیز کے عوض میں۔ لہٰذا تیسری حدیث کے آخری الفاظ میں اس اجمال کی تفصیل ہے جس کی وجہ سے اُسے الگ بیان کیا گیا ہے۔ بہر حال ان تینوں احادیث سے مزارعت کا ممنوع ہونا ثابت ہوتا ہے۔

چوتھی حدیث جس کے راوی حضرت سعید بن میناء ہیں اس میں بھی تقریباً وہی قانونی ضابطہ بیان ہوا ہے جو اس سے پہلے حضرت عطاء کی روایت کردہ تین حدیثوں میں بیان ہوا ہے صرف الفاظ کا معمولی سا اختلاف ہے اور یہ بھی مزارعت کے عدم جواز پر دلالت کرتی ہے۔ انہی کی ایک اور حدیث جو شرح معانی الآثار للطحاوی میں ہے اس کا ترجمہ ہے " حضرت جابرؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ، مزابنہ اور مخابرہ سے منع فرمایا ہے"

پانچویں، چھٹی اور ساتویں حدیث جن کے راوی حضرت جابرؓ سے حضرت ابو الزبیر المکی ہیں ان میں سے پہلی حدیث مخابرہ کو ربو جیسا حرام معاملہ قرار دے رہی ہے اور اس سے سختی کے ساتھ روک رہی ہے۔ چھٹی اور ساتویں حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو مبارک الفاظ ہیں وہ مطلب و مفہوم کے لحاظ سے ایک ہیں اور وہی ہیں جو پیچھے حضرت عطاء والی حدیث میں تھے۔ البتہ اپنے تمہیدی الفاظ کے لحاظ سے جو حضرت جابرؓ کے الفاظ ہیں ان کے درمیان کچھ اختلاف ہے اور اس اختلاف کا تعلق مزارعت کی ان مختلف شکلوں سے ہے جو مدینہ طیبہ میں اسلام سے پہلے عملاً رائج چلی آ رہی تھیں، مثلاً حدیث نمبر ۵ میں مزارعت کی اس خاص

شکل کا ذکر ہے جس میں زمین کا مالک غلّے کے ایک حصّے کے ساتھ ساتھ گھنڈیاں بھی اپنے لئے مخصوص کر لیتا تھا اور حدیث نمبر سات میں اس شکل کا ذکر ہے جب مالک، غلہ کے تہائی یا چوتھائی حصہ کے ساتھ ساتھ پانی کی نالیوں کے کنارے کی فصل بھی اپنے حق میں محفوظ کر لیتا تھا جو عموماً اچھی ہوا کرتی تھی، چنانچہ جب یہ دو شکلیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے آئیں تو آپؐ نے ان کے متعلق جائز و ناجائز کا جزوی حکم بیان فرمانے کی بجائے ایک قانونی ضابطہ اور قاعدہ کلیہ بیان فرمایا جس سے مالک زمین کے لئے سوائے تین شکلوں کے باقی ہر شکل ممنوع و ناجائز قرار پاتی ہے وہ شکلیں بھی جو ان دو حدیثوں میں بیان ہوئی ہیں اور وہ سب شکلیں بھی جو دوسری احادیث میں مذکور ہیں۔

حدیث نمبر آٹھ جس کے راوی حضرت جابرؓ سے حضرت نعمان بن عیاش ہیں، اس میں حضرت جابرؓ نے صرف یہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کراء الارض سے روکا اور منع فرمایا ہے۔ کراء الارض کے تحت مزارعت کی تمام شکلیں آجاتی ہیں خواہ وہ پیداوار زمین کے کسی نسبتی حصہ پر طے پائی ہوں یا نقد وغیرہ کی کسی مقدار پر، غور کرنے سے ایسا لگتا ہے کہ حضرت جابرؓ سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کراء الارض کے بارے میں کیا فرمایا ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ منع فرمایا ہے، اس میں حضرت جابرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ الفاظ بیان نہیں فرمائے جن کے ذریعے آپؐ نے کراء الارض سے منع فرمایا ہے اور وہ الفاظ یقیناً وہی ہو سکتے ہیں جو حضرت جابرؓ کی روایت کردہ دوسری احادیث میں مذکور ہیں یعنی من کانت لہ ارض فلیزرعھا او لیمنحھا اخاہ فان لم یفعل فلیمسک ارضہ

حدیث نمبر ۹ جس کے راوی حضرت جابرؓ سے حضرت عمرو بن دینار ہیں اس میں بھی گویا سوال کے جواب میں اختصار کے ساتھ حضرت جابرؓ نے صرف اتنا بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مخابرہ سے روکا اور منع فرمایا۔ جن الفاظ کے ساتھ روکا اور منع فرمایا ہے ان کا ذکر نہیں، اور وہ وہی ہیں جو حضرت جابرؓ نے دوسری احادیث میں بیان فرمائے ہیں۔

حدیث نمبر دس جس کے راوی یزید بن نعیم ہیں اس میں بھی حضرت جابرؓ نے اختصار کے ساتھ صرف اتنا فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حقول سے منع فرمایا ہے اور حقول کا مطلب کراء الارض بتلایا۔

حدیث نمبر گیارہ کے راوی بھی حضرت ابو الزبیر ہیں۔ اس میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً وہی کلمات ہیں جو حدیث نمبر چھ اور سات میں ہیں اور قانونی ضابطے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ میں نے اس کے باوجود اس حدیث کو اس لئے نقل کیا ہے کہ اس کے شروع میں مزارعت کی ایک اور شکل کا ذکر ہے جس میں مالک اور مزارع کے مابین دو یا تین سال کا معاملہ طے ہوتا تھا۔ تہائی اور نصف پیداوار اور کچھ بھوسے کے عوض، ظاہر ہے کہ یہ شکل بھی اس قانونی ضابطے کی رو سے ناجائز قرار پاتی ہے جو ایک مالک زمین کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

بہرحال حضرت جابرؓ سے مروی یہ سب احادیث اس پر متفق ہیں کہ مزارعت ومخابرت اور کراء الارض کی کوئی شکل بھی جائز اور مشروع نہیں، اب ایک دوسرے صحابی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی احادیث ملاحظہ فرمائیے جو زراعت پیشہ انصار مدینہ میں سے ہیں۔

احادیث زید بن ثابت رضؓ

(۱) عن زید بن ثابت قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المخابرۃ، قلت ما المخابرۃ؟ قال ان تاخذ الارض بنصف او ثلث او ربع۔
(ص ۱۲۷۔ ج ۲۔ سنن ابی داؤد)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے روایت کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ سے منع فرمایا، میں نے پوچھا مخابرہ کیا ہے؟ تو حضرت زیدؓ نے جواب دیا تیرا زمین کو کاشت کے لئے نصف یا تہائی یا چوتھائی پیداوار پر لینا۔

(۲) عن ابن عمرؓ عن زیدؓ بن ثابت قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

حضرت عبد اللہ بن عمر نے حضرت زیدؓ بن ثابت سے روایت کیا یہ کہ رسول اللہ

وسلّم عن المحاقلۃ والمزابنۃ (ص ۲۶۰ ۔ ج ۲ شرح معانی الآثار للطحاوی)	صلّی اللہ علیہ وسلّم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ۔
(۳) عن زیدؓ بن ثابت انہ قال یغفر اللہ لرافع بن خدیج انا واللہ کنت اعلم بالحدیث منہ، انما جاء رجلان من الانصار الی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وقد اقتتلا فقال ان کان ھذا شانکم فلا تکروا المزارع فسمع قولہ لا تکروا المزارع ۔ (ص ۱۲۵ ۔ ج ۲ ۔ سنن ابی داؤد، ص ۱۲۸ ۔ ج ۲ ۔ سنن نسائی)	حضرت زیدؓ بن ثابت نے کہا اللہ رافع بن خدیج کے لئے مغفرت فرمائے ۔ میں واللہ اس حدیث کو ان سے بہتر جانتا ہوں، دراصل انصار کے دو شخص جن کے درمیان کچھ پہلے جھگڑا ہو چکا تھا، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس محاکمے اور تصفیے کے لئے آئے ۔ آپؐ نے ماجرا سُن کر فرمایا اگر تمہارا یہ حال ہے تو کھیتوں کو کرائے پر مت دو ۔ حضرت رافع نے صرف آخری جملہ فلا تکروا المزارع ہی سُنا ۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ان تین احادیث میں سے پہلی دو حدیثوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مخابرہ اور محاقلہ سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منع فرمایا ہے لہٰذا دونوں ممنوع و ناجائز ہیں ۔ مخابرہ کی حضرت زیدؓ نے خود جو توضیح فرمائی ہے یعنی زمین کاشت کے لئے نصف، تہائی اور چوتھائی پیداوار پر لینا، اس کے مطابق مخابرہ عین مزارعت ہے ۔ اسی طرح بعض روایات میں محاقلہ کے معنی بھی المزارعۃ بالثلث والربع کئے گئے ہیں ۔ لیکن دونوں حدیثوں میں نہی کے ان الفاظ کا ذکر نہیں جن کے ساتھ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہی فرمائی ہے ۔ ہو سکتا ہے وہ الفاظ وہی ہوں جن کا حضرت زیدؓ نے تیسری حدیث میں ذکر کیا ہے ۔ یعنی " فلا تکروا المزارع " یا وہ ہوں جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ میں ارشاد فرمائے، یعنی جس کی زمین ہو وہ خود اُسے کاشت کرے ۔ اگر خود کاشت نہیں کر سکتا تو اپنے مسلمان بھائی کو مفت بلا معاوضہ

کاشت کے لئے دے دے ورنہ روک رکھے ۔
تیسری حدیث میں جہاں تک رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے الفاظ "فلا تکروا المزارع" کا تعلق ہے اس میں بھی کراء الارض کی صراحۃً ممانعت ہے جو مزارعت کا دوسرا نام ہے۔ البتہ اس میں حضرت رافع بن خدیج کے متعلق حضرت زیدؓ بن ثابت کے جو الفاظ ہیں، ان سے ایک غلط فہمی ہوسکتی ہے۔ لہٰذا ان کی کچھ وضاحت ضروری ہے، غلط فہمی یہ کہ چونکہ حضرت رافع بن خدیج کراء الارض کی سب شکلوں کو ناجائز اور اس معاملے کو سرے سے ممنوع سمجھتے اور کہتے تھے لہٰذا ان کا زیدؓ بن ثابت سے اختلاف کرنا اور یہ کہنا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نہی وممانعت کا تعلق کراء الارض کی ایسی شکل سے ہے جو نزاع وجھگڑے کا باعث بنی تھی، اس پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت زیدؓ بن ثابت اس معاملے کو سرے سے ناجائز نہیں بلکہ صرف اس کی ان شکلوں کو ناجائز سمجھتے تھے جو مالک اور مزارع کے درمیان نزاع وجھگڑے کا موجب بنتی ہیں لیکن یہ درست نہیں کیونکہ حضرت زیدؓ بن ثابت کی دوسری احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ وہ مطلقاً اور علی العموم اس معاملے کو ممنوع و ناجائز سمجھتے تھے اور ان کے نزدیک زمین کو پیداوار کے نصف، تہائی اور چوتھائی پر لینا دینا مخابرہ اور ممنوع تھا۔ حالانکہ کراء الارض کی یہ شکل کبھی باعث نزاع وجھگڑا نہیں بنتی، اسی طرح حدیث مذکور سے کسی طرح یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کراء الارض کی نزاعی شکلیں تو ناجائز ہیں باقی غیر نزاعی سب جائز ہیں یعنی فی نفسہٖ یہ معاملہ جائز ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان دو شخصوں کے درمیان جو باہمی نزاع کے بعد آپؐ کی خدمت میں تصفیے اور عدالتی فیصلے کے لئے حاضر ہوئے تھے، صرف تصفیے اور منصفانہ فیصلے پر اکتفاء فرماتے اور یہ امتناعی حکم نہ دیتے کہ کھیتوں کو کرائے پر دینا بند کردو۔ یعنی یہ نہ فرماتے کہ "فلا تکروا المزارع" جو مطلق کراء الارض کے عدم جواز پر دلالت کرتا ہے کیونکہ کلام شارع میں عموم الفاظ کا اعتبار ہوتا ہے۔
خصوص مورد کا اعتبار نہیں ہوتا

علاوہ ازیں اس حدیث میں حضرت زیدؓ کا حضرت رافع پر جو اعتراض ہے

وہ صرف اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جب حضرت رافع بن خدیجؓ محض اس حدیث کی بنا پر کراء الارض کی ہر شکل کے عدم جواز کے قائل ہوتے حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ متعدد احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ محض اس حدیث کی وجہ سے جس کا زید بن ثابت نے حوالہ دیا ہے کراء الارض کو ممنوع نہ کہتے تھے بلکہ کئی دوسری احادیث بھی اس کا موجب اور سبب تھیں مثلاً ایک وہ حدیث جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ارشاد فرمائی تھی جب خود حضرت رافعؓ اپنی کھیتی کو پانی دے رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا اور آپؐ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کھیتی کس کی ہے اور زمین کس کی۔ انہوں نے جب یہ بتلایا کہ کھیتی میرے بیج اور عمل سے ہے اور زمین بنی فلاں کی ہے تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا تم ربو میں مبتلا ہو۔ اس معاملے کو فوراً ختم کرو کھیتی کے ساتھ زمین اس کے مالکان کو دے دو اور اپنا خرچہ لے لو۔ دوسری وہ حدیث جو حضرت رافعؓ نے اپنے دو چچوں سے سنی تھی یعنی حضرت اُسید اور حضرت ظہیر سے، جو صحاح ستہ میں ہے، اسی طرح تیسری وہ حدیث بھی یقیناً ہو سکتی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ اہتمام کے ساتھ مجمع عام کے سامنے خطبہ میں ارشاد فرمائی۔ حضرت رافع بن خدیج اس سے کیسے بے خبر رہ سکتے تھے، بہرحال حضرت زیدؓ بن ثابت کی اس تیسری حدیث میں حضرت رافع بن خدیج پر جو اعتراض ہے نہایت کمزور اور ناقابل اعتبار ہے۔ لہٰذا اس صورت میں اس کا انتساب حضرت زیدؓ بن ثابت جیسے فقیہہ کی طرف مشکوک نظر آتا ہے۔

احادیث حضرت ابی ھریرۃ رضؓ

(۱) عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من کانت لہ ارض فلیزرعھا اولیمنحھا اخاہ فان ابیٰ فلیمسک ارضہ

(ص ۳۱۵ ج ۱ صحیح البخاری)

حضرت ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی ملک میں زمین ہو وہ اسے خود کاشت کرے یا پھر اپنے بھائی کو مفت کاشت کیلئے دے دے اور اگر ایسا بھی نہیں کرتا تو

اپنی زمین کو بے روک رکھے۔

(۲) عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم عن المحاقلۃ والمزابنۃ۔
(ص ۱۱ - ج ۲ - صحیح المسلم)

حضرت ابوصالح سے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ان دو حدیثوں میں پہلی حدیث بعینہٖ وہی ہے جو متعدد دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے جو مزارعت کے بارے میں قول فیصل کی حیثیت رکھتی ہے اور جو دراصل ایک جامع مانع قانونی ضابطہ ہے۔ نیز جو مسلمہ طور پر ایک صحیح حدیث ہے اور دوسری حدیث بھی وہی ہے جو دوسرے کئی صحابہ کرام نے بھی روایت فرمائی ہے اور پھر جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا گیا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی نہی کا تو ذکر ہے لیکن ان الفاظ مبارکہ کا ذکر نہیں جن کے ذریعے آپ نے نہی فرمائی۔ وہ الفاظ کچھ بھی ہوں یقیناً ایسے ہوں گے جن سے نہی کا قطعی ثبوت فراہم ہوتا ہو۔

حضرت ابوسعید الخدریؓ کی حدیث

عن داؤد بن الحصین ان اباسفیانؓ اخبرہ انہ سمع اباسعید الخدری یقول: نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم عن المزابنۃ والمحاقلۃ، و قال: المزابنۃ اشتراء الثمر فی رؤوس النخل، والمحاقلۃ کراء الارض
(ص ۱۲ - ج ۲ - صحیح المسلم)

حضرت داؤد بن الحصین سے روایت ہے کہ حضرت ابوسفیانؓ نے اس کو بتلایا کہ اس نے حضرت ابوسعید خدریؓ یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مزابنۃ اور محاقلہ سے منع فرمایا ہے۔ مزابنہ نام ہے درخت پہ لگے پھل کو خریدنا یعنی خشک پھل کے عوض اور محاقلہ کا مطلب ہے کراء الارض

محاقلہ، حقل، حقول اس معاملہ کے نام ہیں جو کھیت کے مالک اور کھیتی اگانے والے کاشت کار کے مابین پیداوار کی تقسیم وغیرہ پر طے پاتا ہے۔ اسی کا

دوسرا نام مزارعت ہے۔ لہٰذا محاقلہ کی ممانعت مزارعت کی ممانعت ہے۔

حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ

عن انس بن مالک قال نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن المحاقلۃ والمخاضرۃ والملامسۃ والمنابذۃ والمزابنۃ۔
(ص ۲۹۳ - ج ۱، صحیح البخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ، مخاضرہ، ملامسہ، منابذہ اور مزابنۃ سے منع فرمایا۔

اس حدیث میں بھی اگر محاقلہ، مزارعہ کے معنیٰ میں ہے تو اس سے بھی مزارعت کی صاف ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ باقی جن الفاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہی فرمائی ہے ہو سکتا ہے وہ وہی ہوں جن کا دوسری کئی احادیث میں ذکر ہے۔

حضرت ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہ کی حدیث

عن عبد اللہ بن السائب قال سألت عبد اللہ بن معقل عن المزارعۃ فقال اخبرنی ثابت بن الضحاک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن المزارعۃ
(ص ۱۱ - ج ۲ - صحیح المسلم)

حضرت عبد اللہ بن سائب نے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن معقل سے مزارعت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب میں کہا کہ مجھے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن ضحاک نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت سے منع فرمایا۔

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن ضحاک کی اس حدیث سے بھی مزارعت کی ممانعت ظاہر ہوتی ہے۔ اس میں سوال بھی مطلق مزارعت کے متعلق ہے اور جواب بھی مطلق اور عام مزارعت سے متعلق، لہٰذا کسی تاویل کی گنجائش نہیں اور بالکل واضح اور محکم حدیث ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی احادیث۔!!

(۱) عن عبد اللہ بن عمرو عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج فی مسیرلہ فاذا ھو بزرع یھتز فقال لمن ھذا الزرع؟ قالوا لرافع بن خدیج فارسل الیہ وکان قد اخذ الارض بالنصف او بالثلث، فقال انظر نفقتک فی ھذہ الارض فخذھا من صاحب الارض وادفع الیہ ارضہ وزرعہ
(ص ۳۰۴۔ ج ۲ دارقطنی)

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک راستے سے گزرے کہ اچانک آپؐ کی نگاہ ایک لہلہاتی کھیتی پر پڑی آپؐ نے پوچھا یہ کھیتی کس کی ہے؟ ساتھ جو صحابہؓ تھے انہوں نے بتلایا کہ رافع بن خدیج کی۔ آپؐ نے انہیں بلوایا ان کے بتلانے پر معلوم ہوا کہ انہوں نے وہ زمین نصف یا تہائی پر لی ہے تو آپؐ نے فرمایا دیکھو تمہارا جو خرچہ اس زمین میں ہوا ہے مالک زمین سے لے لو اور زمین بمعہ کھیتی کے اس کے حوالے کردو۔

(۲) عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوما عمال انفسھم کانوا یعالجون اراضیھم بایدیھم
(ص ۱۲۷۔ ج ۶۔ السنن الکبری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام خود کام کرنے والے لوگ تھے۔ وہ اپنی زمینوں میں خود اپنے ہاتھوں سے کام کرتے یعنی ان کو خود کاشت کرتے تھے۔ دوسروں سے نہیں کراتے تھے۔

حدیث نمبر ایک سنن ابی داؤد اور شرح معانی الآثار میں ایک دوسری سند سے نقل کی گئی ہے۔ دونوں کے درمیان جو اختلاف ہے وہ یہ کہ حضرت عائشہؓ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وہ کھیتی دیکھی تو وہاں حضرت رافع بن خدیج موجود نہ تھے۔ لوگوں کے بتلانے پر جب معلوم ہوا کہ کھیتی رافع کی ہے تو آپؐ نے آدمی بھیج کر

ان کو بلوایا اور معاملے کو ختم کرنے کا حکم فرمایا اور سنن ابی داؤد وغیرہ میں ابن ابی نعم کی خود حضرت رافع بن خدیج سے روائت کردہ جو حدیث ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے جب وہ کھیتی دیکھی تو رافع بن خدیج کھیتی کو پانی دے رہے تھے اور خود ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا زمین کس کی ہے اور کھیتی کس کی، جب حقیقت معلوم ہوئی تو آپؐ نے معاملہ فسخ کرنے کا حکم فرمایا، اس میں اختلاف کی توجیہہ یہ ہوسکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کھیتی کو دیکھا تو آپؐ کے ساتھ جو لوگ تھے ان سے پوچھا اس وقت حضرت رافع بن خدیج کچھ دور کھیتی کو پانی دے رہے تھے تو آپؐ نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو بھیج کر انہیں بلوایا اور پھر ان سے معاملے کی نوعیت دریافت فرمائی۔ نوعیت معلوم ہوجانے پر جو فرمایا وہ دونوں حدیثوں میں یکساں اور مشترک ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث

عن علیؓ ابن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن قبالۃ الارض بالثلث والربع وقال اذا کان لاحدکم ارض فلیزرعھا اولیمنحھا اخاہ	حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا زمین کو تہائی اور چوتھائی پر دینے کی ضمانت وذمہ داری سے اور فرمایا جب تم میں سے کسی کی زمین ہو تو وہ اسے خود کاشت کرے یا پھر اپنے بھائی کو مفت کاشت کے لئے دے دے۔
(ص ۲۸۳ - المسند لزید)	

حضرت علیؓ کی اس حدیث کے پہلے حصہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو تہائی اور چوتھائی پیداوار پر دینے سے یعنی معاملہ مزارعت سے منع فرمایا۔ اور دوسرے حصہ میں واضح بیان ہے کہ مالک زمین اپنی زمین کو خود کاشت کرے یا پھر دوسرے کو مفت کاشت کے لئے دے دے۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی احادیث

(۱) عن سعد بن ابی وقاص قال کان الناس یکرون المزارع بما یکون علی الساقی وبما یسقی بالماء مما حول البئر فنہٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم عن ذٰلک وقال اکروھا بالذھب والورق

(ص ۲۵۹۔ج ۲ ۔شرح معانی الآثار)

حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ لوگ اپنے کھیت اس پیداوار کے عوض دوسروں کو دیتے تھے جو نالیوں کے کنارے اور کنوئیں کے ارد گرد پانی بہنے کی جگہ اگتی تھی۔پس منع فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے اور فرمایا سونے چاندی کے عوض کرائے پر دو۔

(۲) عن سعید بن المسیب عن سعد بن ابی وقاص قال کان اصحاب المزارع یکرون فی زمان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مزارعھم بما یکون علی الساقی من الزرع فجاءُوا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فاختصموا فی بعض ذٰلک، فنہاھم رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان یکروا بذٰلک وقال اکروا بالذھب والفضۃ

(ص ۱۴۴۔ ج ۲۔ سنن النسائی)

حضرت سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے ان سے روائت کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں کھیتوں والے اپنے کھیت کرائے پر دیتے تھے بعوض اس کھیتی کے جو پانی کی نالیوں کے کنارے پر اگتی تھی۔پس وہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے بوجہ اس جھگڑے کے جو ان کے درمیان اس معاملے میں ہوا تھا۔ سننے کے بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو اس معاملے سے روک دیا اور فرمایا کہ سونے چاندی کے عوض کرائے پر دو۔

(۳) عن سعید بن المسیب عن سعد بن ابی وقاص قال کنا نکری الارض بما علی السواقی من الزرع

حضرت سعید بن مسیّب سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے ان سے کہا کہ ہم زمین کو کرائے پر دیا کرتے

وما سعد بالماء منها، فنهانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلك وامرنا ان نكريها بذهب او فضة (ص ۱۲۵ - ج ۲ سنن ابی داؤد)	تھے اس کھیتی کے عوض جو نالیوں کے کنارے سے ادھر ادھر بہہ جانیوالے پانی سے اگتی تھی، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس سے روکا اور حکم فرمایا کہ ہم زمینوں کو سونے چاندی کے عوض کرائے پر دیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی یہ احادیث جن کے راوی حضرت سعید بن مسیب ہیں اختلاف الفاظ کی وجہ سے بظاہر تین احادیث معلوم ہوتی ہیں لیکن حقیقت میں یہ ایک ہی حدیث ہے۔ راویوں کے بیان میں اختلاف سے اس میں اجمال و تفصیل کا اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ ہو سکتا ہے حضرت سعید بن مسیب نے یا نیچے کے راویوں نے اس کو کبھی اجمال و اختصار کے ساتھ اور کبھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہو، بہر حال ان تینوں میں ایک مشترک بات یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں مزارعت کی ایک ایسی شکل بھی رائج تھی جس میں مالک زمین پیداوار کے ایک نسبتی حصہ کی بجائے زمین کے ایک حصہ کی پیداوار مخصوص کر لیتا تھا جس میں نسبتاً بہتر اور زیادہ پیداوار ہوتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا اور فرمایا سونے چاندی یعنی نقد کے عوض زمینیں کرائے پر دو۔

یہاں یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ بعض حضرات نے مفہوم مخالف کے طور پر اس قسم کی روایات سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مطلق مزارعت اور پیداوار زمین کے ایک نسبتی حصہ پر مزارعت جائز ہے۔ حالانکہ ان حضرات نے یہ غور نہیں فرمایا کہ جو لوگ مفہوم مخالف کے قائل ہیں ان کے نزدیک بھی اس کی صحت کے لئے کچھ شرائط ہیں۔ مثلاً یہ کہ کسی نص کے مفہوم مخالف سے استدلال کے لئے ضروری ہے کہ دوسری نصوص سے اس کی نفی نہ ہوتی ہو اور یہ شرط یہاں نہیں پائی جاتی، مطلب یہ کہ اس قسم کی احادیث سے جن میں مزارعت کی ایک خاص شکل کی ممانعت ہے مزارعت کی دوسری

شکلوں کا جواز اس لئے ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ اسی درجہ کی دوسری احادیث میں مزارعت کی تمام شکلوں کی ممانعت موجود ہے بلکہ غور سے دیکھا جائے تو حضرت سعد بن ابی وقاص کی اسی حدیث کے آخر میں جو الفاظ ہیں وہ بھی اس پر دلالت کرتے ہیں کہ صرف سونے چاندی کے عوض ہی زمین کو اجارے پر دینا جائز ہے باقی کوئی شکل جائز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص سے اس حدیث کے واحد راوی حضرت سعید بن مسیب مزارعت کے عدم جواز کے قائل تھے اس کا اظہار ایک تو سنن النسائی وغیرہ کی اس روائت سے ہوتا ہے:

عن طارق قال سمعت سعید بن المسیب یقول لا یصلح الزرع غیر ثلث: ارض یملك رقبتها او منحة او ارض بیضاء یستاجرها بذهب او فضة۔	حضرت طارق سے روائت ہے کہ میں نے حضرت سعید بن المسیب کو یہ کہتے سنا کہ زمین سے فائدہ اٹھانا سوائے تین صورتوں کے درست نہیں۔ زمین اس کی اپنی ملکیت میں ہو یا اسے منحہ کے طور پر مفت کاشت کے لئے دی گئی ہو یا وہ سفید وخالی زمین اس نے سونے چاندی کے عوض اجارہ پر لی ہو۔
(ص ۱۴۴ ج ۲ سنن النسائی)	

اور دوسرے امام طحاویؒ کے بیان کردہ اس اثر سے ہوتا ہے جس کے راوی حضرت حماد ہیں:

عن حماد انه قال سألت سعید بن المسیب وسعید بن جبیر و سالم بن عبد الله ومجاهدا عن کراء الارض بالثلث والربع فکرهوه	حضرت حماد نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن مسیب، سعید بن جبیر، سالم بن عبداللہ اور مجاہد سے تہائی وچوتھائی پیداوار پر کراء الارض کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اسے مکروہ وحرام بتلایا۔ یعنی ناجائز وممنوع۔
(ص ۲۶۲ ج ۲ شرح معانی الآثار)	

حضرت مسورؓ بن مخرمہ کی حدیث

عن المسورؓ بن مخرمة قال مَرّ رسول الله ﷺ	حضرت مسورؓ بن مخرمہ نے روائت

صلی اللہ علیہ وسلم بارض لعبد الرحمٰن
بن عوف فیھا زرع فقال یا عبد الرحمٰن
لا تاکل الربٰو ولا تطعمہ ، ولا
تزرع الا فی ارض تورثھا او تورثھا
او تمنحھا
(ص ۱۲۰ ـ ج ۴ ـ مجمع الزوائد
بحوالہ طبرانی)

کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ایک زمین کے پاس سے گزرے
جس میں عبدالرحمٰن بن عوف کی کھیتی تھی
آپ نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا اے
عبدالرحمٰن نہ خود سود کھاؤ اور نہ دوسرے
کو کھلاؤ اور کاشت نہ کرو مگر ایسی زمین
میں جس کے تم وارث بنے یا فرمایا بنا دیئے
گئے ہو یعنی مالک ہو یا وہ زمین تجھے منحہ کے طور پر بلا معاوضہ کاشت کے لئے دی گئی ہو

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو یہ جو فرمایا کہ نہ خود سود کھاؤ نہ دوسرے کو کھلاؤ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے وہ زمین مزارعت پر لے رکھی تھی کیونکہ بعض دوسری احادیث میں بھی مزارعت کو ربٰو سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ سے مزارعت کا حرام و ناجائز ہونا ثابت ہوتا ہے اور پھر اس کے ساتھ آپ کا یہ فرمانا کہ سوائے دو زمینوں کے اور کسی زمین میں کاشت نہ کرو ایک وہ زمین جس کے تم مالک ہو اور دوسری وہ زمین جو تمہیں بطور منحہ مفت کاشت کے لئے دی گئی ہو۔ یہ بھی مزارعت کی ہر شکل کے ممنوع و ناجائز ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی احادیث

عن عمرو بن دینار عن ابن عمرؓ
وجابرؓ قالا نھی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم عن بیع الثمر حتی
یبد و صلاحہ ونھی عن
المخابرۃ کراء الارض بالثلث والربع
(ص ۱۴۷ ـ ج ۲ ـ سنن النسائی)

حضرت عمرو بن دینار نے روایت کیا کہ
حضرت ابن عمرؓ اور حضرت جابرؓ نے کہا
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
منع فرمایا پھلوں کی خرید و فروخت سے
یہاں تک کہ ان میں کھانے کی صلاحیت
پیدا ہو جائے اور منع فرمایا مخابرہ سے
یعنی زمین کو تہائی اور چوتھائی پیداوار پر لینے دینے سے۔

(۲) عن عمرو بن دینار قال سمعت ابن عمرؓ یقول کنا لا نری بالخبر بأسا حتی کان عام اول فزعم رافع ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عنہ، وفی روایۃ ابن عیینۃ فترکناہ من اجلہ

(ص ۱۲ ج ۲ صحیح المسلم)

حضرت عمرو بن دینار نے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے عبداللہ ابن عمرؓ سے سنا کہ ہم مخابرہ میں کچھ حرج نہ دیکھتے تھے یہاں تک کہ پہلا سال تھا کہ حضرت رافع نے تبلایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ پس ہم نے اس کی وجہ سے اسے ترک کردیا۔

(۳) عن نافع ان ابن عمر کان یکری مزارعہ علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی امارۃ ابی بکرؓ و عمرؓ وعثمانؓ وصدرا من خلافۃ معاویۃ حتی بلغہ فی آخر خلافۃ معاویۃ ان رافع بن خدیج یحدث فیھا بنھی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدخل علیہ وانا معہ فسألہ فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینھی عن کراء المزارع فترکھا ابن عمرؓ بعد فکان اذا سئل عنھا بعد قال زعم ابن خدیج ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عنھا۔

(ص ۱۳ ج ۲ صحیح المسلم)

حضرت نافع نے روایت کیا کہ عبداللہؓ بن عمرؓ اپنے کھیت کرائے یعنی مزارعت پہ دیتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ کے زمانۂ امارت اور حضرت معاویہؓ کے شروع کے عہد خلافت میں یہانتک کہ حضرت معاویہؓ کے عہد خلافت کے آخر میں ان کو معلوم ہوا کہ حضرت رافع بن خدیج اس کی ممانعت سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ ان کے پاس گئے جب کہ میں بھی ان کے ساتھ تھا، ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کراء المزارع سے منع فرماتے رہے، لہٰذا ابن عمرؓ نے اس کے بعد اس کو چھوڑ دیا، پھر بعد میں جب بھی ان سے اس کے متعلق پوچھا جاتا تو جواب دیتے کہ رافع بن خدیج نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے

منع فرمایا۔

(۴) عن ابن شہاب قال اخبرنی سالم ان عبد اللہ بن عمرؓ قال کنت اعلم فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الارض تکری ثم خشی عبد اللہ ان یکون النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد احدث فی ذلک شیئًا لم یکن علمہ فترک کراء الارض۔
(ص ۳۱۵۔ ج ۱ صحیح البخاری)

حضرت ابن شہاب زہری سے روائت ہے کہ مجھے حضرت سالم نے بتلایا یہ کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں میرا علم یہ تھا کہ زمین کرائے پر دی جا سکتی ہے. پھر انہیں ڈر و اندیشہ ہوا کہ ممکن ہے کہ اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ فرمایا ہو جس کا انہیں علم نہ ہو لہٰذا انہوں نے کراء الارض کو ترک کر دیا۔

(۵) عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال عامل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یہود خیبر بشطر ما یخرج منہا من ثمر او زرع
(ص ۳۱۳۔ ج ۱ صحیح البخاری)

حضرت نافع سے روائت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود خیبر سے نصف پیداوار پہ معاملہ فرمایا باغوں کے پھل میوے ہوں یا کھیتوں کے غلے ہوں۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے تعلق سے یہ جو پانچ احادیث نقل کی گئی ہیں ان میں سے پہلی حدیث کے اندر مخابرہ اور کراء الارض بالثلث والربع کی ممانعت کا نہایت واضح بیان ہے۔ اسی طرح دوسری، تیسری اور چوتھی حدیث میں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کراء الارض اور مخابرہ کا معاملہ کرتے تھے لیکن بعد میں انہیں جب یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے تو آپ نے اس کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا، البتہ دوسری اور تیسری حدیث کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے اس معاملے کو کب ترک کیا۔ پہلی روائت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پہلے ہی سال میں اور دوسری

روائت کے مطابق حضرت معاویہؓ کی خلافت کے آخر میں۔ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تقریباً اڑتالیس سال بعد، کیونکہ حضرت معاویہؓ کی وفات ۶۰ھ میں ہوئی۔ چونکہ یہ دونوں روائتیں صحیحین یعنی بخاری ومسلم کی ہیں۔ لہٰذا سند واسناد کے لحاظ سے صحیح۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ دو بالکل مختلف باتیں ایک ساتھ صحیح نہیں ہوسکتیں۔ لہٰذا یہ دیکھنا ہوگا کہ دوسرے قرائن ودلائل کی روشنی میں ان دو باتوں میں سے کونسی بات راجح اور زیادہ قرین قیاس ہے۔

بہرحال یہ بات کسی طرح قرین قیاس اور قابل فہم نہیں کہ حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کو مخابرت کی ممانعت کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تقریباً پچاس سال بعد ہوا ہو جبکہ اس کے مقابلے میں پہلے سال والی بات ہر لحاظ سے قرین قیاس اور مطابق عقل معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ تو ہوسکتا ہے کہ تحریم ربٰو کے اعلان کے بعد جو سن نو ہجری میں ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرت وکراء الارض کی جو سختی کے ساتھ ممانعت فرمائی اور بعض حضرات کو اس سے روکا ایک آدھ سال تک حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو اس کا علم نہ ہوا ہو۔ لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آسکتی کہ مدینہ جیسے ایک چھوٹے سے شہر میں جہاں مسلمانوں کا آپس میں مثالی میل ملاپ تھا اور وہ ایک دوسرے کے حالات سے خوب واقفیت اور دینی مسائل واحکام کے علم اور ان کی تبلیغ واشاعت میں بیحد دلچسپی رکھتے تھے، ایک ایسی بات کا علم حضرت ابن عمرؓ کو تقریباً پچاس سال کے بعد ہوا ہو جس کے راوی حضرت رافع بن خدیج کے علاوہ تقریباً دس صحابہؓ اور بھی تھے اور جو ایک عملی اور عام علم ومشاہدے میں آنے والی بات تھی اور جس کا شرعی جواز وعدم جواز سے تعلق تھا۔ ممکن ہے یہ بات حضرت نافع کے علاوہ نیچے کے کسی راوی نے گھڑ کر ان کی طرف منسوب کر دی ہو، بہرکیف اس دوسری بات کے مقابلہ میں پہلی بات زیادہ معقول اور قابل اعتبار ہے۔

پانچویں حدیث میں اجمال کے ساتھ اس معاملے کا ذکر ہے جو فتح خیبر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود خیبر سے کیا، دوسری روایات میں اس تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ فتح خیبر کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے یہودیوں کو وہاں سے نکالنا چاہا تو انہوں نے عرض کیا کہ اگر ہمیں یہیں رہنے دیا جائے تو باغوں اور کھیتوں کو ہم آباد کریں گے۔ آدھی پیداوار آپؐ کو دیں گے اور آدھی ہم لیں گے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نقرکم بها علی ذلك ماشئنا	ہم اس معاہدے پر تم کو ٹھہرنے
فقروا بها حتی اجلاهم	دیں گے جب تک چاہیں گے۔ چنانچہ
عمر الی تیماء و اریحاء	وہ خیبر میں رہے یہاں تک کہ حضرت
(ص ۳۱۵۔ ج ۱ بخاری)	عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں ان کو
	وہاں سے نکال کر مقام تیماء و اریحاء
	کی طرف بھیجا۔

حدیث خیبر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ دوسرے بھی متعدد صحابۂ کرام سے مروی ہے، اس حدیث میں یہود خیبر کے ساتھ جس معاہدے اور جس معاملے کا ذکر ہے کیا وہ مزارعت کا معاملہ تھا یا کسی دوسری نوعیت کا معاملہ مثلاً خراج مقاسمت کا معاملہ؟ اس میں علماء کے مابین اختلاف ہے۔ بعض اسے مزارعت کا معاملہ سمجھتے اور جواز مزارعت میں اس کو بطور سند اور دلیل پیش کرتے ہیں اور بعض اس کو مزارعت کا معاملہ نہیں بلکہ سیاسی نوعیت کا ایک معاہدہ مانتے ہیں جو اسلامی حکومت اور اس کے غیر مسلم ذمی شہریوں کے مابین طے پایا اور یہ کہ ان سے جو نصف پیداوار لینا طے پائی تھی وہ خراج مقاسمت کے طور پر تھی مزارعت کے طور پر نہ تھی۔

جو حضرات معاملۂ خیبر کو مزارعت کا معاملہ نہیں مانتے مختصر طور پر ان کے دلائل یہ ہیں:

(۱) جس سیاق وسباق اور جس پس منظر میں یہ معاملہ طے پایا وہ اس معاملہ کے مزارعت ہونے پر نہیں بلکہ سیاسی معاہدہ ہونے پر دلالت کرتا ہے، وہ سیاق وسباق اور پس منظر خود اس مفصل حدیث میں مذکور ہے جس میں اس معاملے کا بیان ہے اور وہ یہ کہ جنگ میں مسلمانوں کو فتح اور یہودیوں کو شکست ہوئی اور فتح کے بعد مسلمانوں نے یہ طے کیا کہ یہودیوں کو خیبر سے نکالا جائے

کیونکہ اب یہ علاقہ مسلمانوں کے لئے مال غنیمت کی طرح ہوگیا تھا۔ یہودیوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ ان کو خیبر سے نکالا جارہا ہے تو انہوں نے جلا وطنی کی مصیبت سے بچنے کے لئے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ اگر ہمیں یہیں ٹھہرنے دیا جائے تو باغوں اور کھیتوں کے جملہ کام ہم انجام دیں گے جو پیداوار ہوگی وہ نصف آپ کے لئے اور نصف ہمارے لئے ہوگی۔ چنانچہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی درخواست قبول کرکے ان سے مشروط معاہدہ فرمالیا۔ یہ تھا وہ سیاق وسباق اور پس منظر جس میں یہ معاملہ طے پایا۔ ظاہر ہے کہ اس لحاظ سے یہ ایک خالص سیاسی نوعیت کا معاملہ بلکہ معاہدہ تھا جو حکومت ہی کے ذریعے طے پایا، حکومت ہی کی نگرانی میں چلتا رہا اور پھر خلافت فاروقی میں حکومت ہی کے ذریعے ختم بھی ہوا یہودی بحیثیت ذمیوں کے تھے اور وہ پھلوں اور غلّوں کا جو نصف حصہ ادا کرتے تھے وہ بطور خراج کے تھا جسے حکومت کا نمائندہ بیت المال کے لئے وصول کرتا اور پھر بیت المال ہی کے ذریعے وہ مسلمانوں میں تقسیم ہوجاتا تھا اور یہ دراصل عوض تھا اس ٹھہرنے اور امن وامان دینے کا جس کی یہود نے درخواست کی تھی اور جس کے عوض انہوں نے خود نصف پیداوار دینا طے کیا تھا، بہرحال یہ معاملہ مزارعت کا سا معاملہ نہ تھا جو دو اشخاص یعنی مالک زمین اور کاشت کار کے درمیان آزادانہ طے پاتا ہے۔

(۲) دوسری دلیل یہ کہ اس حدیث میں "نقرکم بھا علیٰ ذٰلك ما شئنا" کے جو الفاظ ہیں وہ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ معاملہ مزارعت کا معاملہ نہ تھا کیونکہ اس میں ایک فریق کو یکطرفہ طور پر یہ اختیار تھا کہ وہ جب چاہے اسے ختم اور فسخ کرسکتا ہے۔ جبکہ معاملہ مزارعت میں ضروری ہوتا ہے کہ مقررہ مدت کے بعد دونوں فریق اپنی مرضی سے اسے ختم کریں۔ ایک فریق اپنی یکطرفہ مرضی سے اسے ختم نہیں کرسکتا۔

(۳) تیسری دلیل یہ کہ فتح خیبر کے بعد یہود خیبر کی حیثیت ذمیوں کی تھی جن پر قرآن مجید کے واضح حکم کے مطابق جزیہ وخراج عائد ہوتا تھا جس طرح مسلمانوں پر زکوٰۃ وعشر، اور حکومت پر لازم ہوتا ہے کہ وہ ان سے جزیہ وخراج وصول

کر کے قومی بیت المال میں داخل کرے۔ لیکن یہ تاریخی واقعہ ہے کہ یہود خیبر سے سوائے نصف پیداوار کے اور کچھ وصول نہیں کیا گیا جس کا مطلب یہ ہوا کہ یہود خیبر سے جو نصف پیداوار وصول کی جاتی تھی وہ خراج کے طور پر تھی مزارعت کے طور پر نہ تھی۔ ورنہ یہ لازم آئے گا کہ یہود خیبر کی حد تک قرآن کی آئت جزیہ پر عمل نہیں ہوا۔

(۴) چوتھی دلیل جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ معاملہ خیبر مزارعت کا معاملہ نہ تھا یہ کہ اور تو اور خود حدیث خیبر کے راوی بھی اس معاملہ کو مزارعت کا معاملہ نہ سمجھتے تھے۔ مثلاً اس حدیث کو روائت کرنے والوں میں دو نمایاں صحابی حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہیں اور دونوں مزارعت کے عدم جواز کے قائل تھے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ مخابرے کا کاروبار کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب انہوں نے حضرت رافع بن خدیج سے ممانعت کی حدیث سنی تو مخابرہ اور کراء الارض کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا اور پھر عدم جواز کا فتویٰ دیتے رہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر حضرت عبداللہ بن عمر کے نزدیک یہود خیبر کا معاملہ مزارعت کا معاملہ ہوتا تو وہ نہ صرف یہ کہ مزارعت کو ترک نہ کرتے بلکہ رافع بن خدیج کو یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ جس معاملہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر دم تک اور پھر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے عمل کیا وہ کیسے ممنوع و ناجائز کہا جا سکتا ہے بلکہ اس موقع پر اس سے بہتر اور قوی دلیل دوسری کوئی نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ معاملہ خیبر سے کسی کو انکار نہ تھا۔ لیکن ایک روائت کے مطابق حضرت ابن عمرؓ نے یہ فرمایا کہ ہو سکتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ و مزارعہ کی ممانعت فرمائی ہو اور انہیں اس کا علم نہ ہوا ہو۔ لہٰذا انہوں نے حضرت رافع بن خدیج کی روائت کردہ حدیث پر اعتماد کرتے ہوئے مزارعت و کراء الارض کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا۔

اسی طرح اگر حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کے نزدیک معاملہ خیبر، مزارعت کا معاملہ ہوتا جس پر نہ صرف یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل رہا بلکہ حضرت صدیق اور حضرت فاروقؓ کا بھی عمل رہا تو اس پر عمل کرنا سنت رسولؐ اور سنت شیخینؓ پر عمل

کرنا تھا لہٰذا حضرت ابن عمرؓ جیسے عاشق سنّت سے کیسے ممکن تھا کہ وہ اس سنّت پر عمل کرنا چھوڑ دیتے۔ نتیجہ یہ کہ ان کا مزارعت پر عمل کو ترک کر دینا، اس پر قطعی دلالت کرتا ہے کہ معاملہ خیبر ان کے نزدیک مخابرہ و مزارعہ کا معاملہ نہ تھا۔

تعجب ہے بعض حضرات کی سمجھ اور روش پر کہ ایک طرف وہ یہ کہتے ہیں کہ معاملہ خیبر یقیناً مزارعت کا معاملہ تھا۔ اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا عمل درآمد رہا۔ گویا مزارعت پر عمل کو وہ ایک سنّت تسلیم کرتے ہیں اور دوسری طرف یہ بھی فرماتے ہیں کہ عبدؓ اللہ بن عمرؓ نے محض تقویٰ اور احتیاط کی وجہ سے مزارعت پر عمل کو ترک کر دیا اور یہ نہیں سوچتے کہ تقویٰ و ورع سنّت پر عمل کرنے میں ہے یا سنّت کو ترک کرنے اور اس پر عمل چھوڑ دینے میں اور پھر نہایت دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ ایک صاحب اپنی کتاب "مسئلہ ملکیت زمین" میں اس بحث کے حاشیے پر لکھتے ہیں "کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے مزاج میں احتیاط، ورع کی حد سے گزر کر تشدد تک پہنچ گئی تھی اور آخر عمر میں تو اس نے ایک حد تک وہم کی سی صورت اختیار کر لی تھی"۔ بتلائیے اپنے اس غلط خیال کی تائید میں کہ خیبر کا معاملہ مزارعت کا معاملہ تھا ایک عظیم اور جلیل القدر صحابی کے متعلق یہ لکھنا کہ وہ وہم کے مریض بن گئے تھے کس قدر بے احتیاطی اور گستاخی کی بات اور کتنی غلط روش ہے؟ کیا ایسا لکھنے والا ایک متواضع اور متوازن ذہن کا آدمی ہو سکتا ہے؟

بہرحال یہ حقیقت ہے کہ حدیث خیبر کے ایک راوی عبداللہ بن عمرؓ کے نزدیک معاملہ خیبر، مزارعت و کراء الارض کا معاملہ نہ تھا ورنہ وہ نہ اسے کبھی ترک کرتے اور نہ اس کے عدم جواز کے قائل ہوتے۔

اسی طرح حدیث خیبر کے دوسرے اہم راوی حضرت عبدؓ اللہ بن عباسؓ بھی معاملہ خیبر کو مزارعت کا معاملہ نہ سمجھتے تھے اس کا ثبوت یہ کہ ان سے متعلق بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مزارعت کو ایک غیر اولیٰ اور مکروہ معاملہ کہتے تھے جس کا نہ کرنا کرنے سے بہتر ہوتا ہے، اس بارے میں ہم ان کی احادیث و روایات کچھ آگے نقل کریں گے جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے، یہاں صرف یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ اگر معاملہ خیبر ان کے نزدیک مزارعت کا معاملہ ہوتا جس پر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دو خلفاء راشدین

کا عمل رہا تو وہ معاملۂ مزارعت کو کبھی بھی غیر اولیٰ اور مکروہ معاملہ نہ کہتے کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیٰ کے مقابلہ میں غیر اولیٰ اور مستحب کے مقابلہ میں مکروہ کو اختیار کیا حالانکہ یہ درست نہیں کیونکہ آپؐ ہمیشہ اولیٰ اور مستحب کو اختیار فرماتے تھے، بالفاظِ دیگر جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے 'خَیْرٌ' فرما کر اسے اختیار کرنے کی ترغیب دوسروں کو دی ہو کیسے ممکن ہے کہ آپؐ خود اس کو اختیار نہ فرماتے اور لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کا مصداق بنتے۔

حضرت ابنِ عباسؓ سے ایک روایت ایسی بھی مروی ہے جس میں مزارعت کی صریح ممانعت ہے وہ یہ ہے۔

عن ابن عباس اذا اراد احدکم ان یعطی اخاہ ارضا فلیمنحہا ایاہ ولا یعطہ بالثلث والربع (ص ۷۷ ج ۸ کنز العمال 'طبرانی)	حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو زمین دینا چاہے تو اسے یونہی مفت دے تہائی چوتھائی پر نہ دے۔

اس روائت کے آخری الفاظ " ولا یعطہ بالثلث والربع" صاف بتلا رہے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ زمین مزارعت پر دینے سے روکتے تھے اور یہ معاملہ ان کے نزدیک جائز معاملہ نہ تھا اور اگر معاملۂ خیبر ان کے نزدیک مزارعت کا معاملہ ہوتا تو مزارعت سے کسی کو نہ روکتے اور نہ اسے ممنوع و ناجائز سمجھتے' علامہ حافظ ابوبکر الحازمی نے اپنی کتاب" الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الاخبار" میں صفحہ ۲۷۱ پر جہاں ان صحابۂ کرام کے نام لکھے ہیں جو مزارعت کو فاسد معاملہ سمجھتے اور کہتے تھے ان میں سرفہرست حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے نام ہیں۔

حدیث خیبر کے تیسرے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی معاملۂ خیبر کو مزارعت کا معاملہ نہ سمجھتے تھے اور مزارعت کے عدم جواز کے قائل تھے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس حدیث کی وجہ سے مزارعت کو ناجائز کہتے تھے اسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ بہرحال اگر معاملۂ خیبر حضرت ابوہریرہؓ کے نزدیک مزارعت کا معاملہ ہوتا تو وہ کبھی مزارعت کو ممنوع و ناجائز معاملہ نہ کہتے۔ یہ ایک ایسی موٹی بات ہے جو بادنیٰ تامل ہر شخص کی سمجھ میں آسکتی ہے بشرطیکہ وہ سمجھنے کیلئے آمادہ ہو۔

(جاری ہے)